حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی

دوام حدیث

اسبابِ حفظِ حدیث

بدعت کی حقیقت اور اس کی ممانعت

ساتویں وجہ جس پر عمل کرنے سے دین محفوظ رہتا ہے اور دین کے دونوں اجزاء (کتاب وسنت) یاد رہتے ہیں، وہ بدعت کی ممانعت ہے۔ **بدعت کسے کہتے ہیں؟**

بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہ کیا ہو۔ خواہ اس کا تعلق اعتقادات سے ہو یا عبادات یا عادات سے۔ مگر عبادات اور عادات میں علماء نے فرق کیا ہے کہ عادات میں اصل یہ ہے کہ جس طرح انسان چاہے کرے۔ جب تک ممانعت وارد نہ ہو اور عبادات میں اصل یہ ہے کہ جب تک ان کا ثبوت نہ ہو ان کا کرنا منع ہے۔

پس عبادت میں بدعت اس عبادت کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو اور عادت میں بدعت کا یہ مطلب ہے کہ اس میں شرعی پابندی لگائی جائے۔ جو عبادت بدعت ہو گی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

ایک بدعت اصلیہ

دوسری بدعت وصفیہ

بدعت اصلیہ اسے کہتے ہیں جس کا اصل شریعت میں ثابت نہ ہو جیسے

- عبادت کے لیے ہاتھ جوڑنا
- پیشانی پر ہاتھ رکھنا۔
- کسی گڑھے میں بیٹھنا یا لیٹنا وغیرہ وغیرہ جن کا اصل شریعت میں ثابت نہیں۔

بدعت وصفیہ اسے کہتے ہیں جس کا اصل تو ثابت ہو مگر اس کا وصف جس کو جزو قرار دیا گیا ہو ثابت

نہ ہو جیسے نماز معکوس یا بدون عذر غیر قبلہ کی طرف معلوم کر کے نماز پڑھنا یا ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا۔ ان میں سے بعض کام تو معصیت بھی ہیں مگر بدعت ہونے کی وجہ سے ان میں معصیت بڑھ جاتی ہے۔ پھر ان دونوں کی دو دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک حقیقی جس کو سنت یا واجب سمجھ کر کیا جاوے۔

۲۔ دوسری حکمی جس کو سنت یا واجب سمجھ کر تو نہ کیا جائے مگر واجب اور سنت کا سا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے کہ اس کے کرنے پر اصرار ہو اور اس کے ترک میں حرج محسوس کیا جائے۔

عادت میں بدعت کی یہ صورت ہے کہ کسی خاص عادت مثلاً خاص لباس کو بدون دلیل شرعی کے واجب یا سنت خیال کیا جائے یا مکروہ یا حرام سمجھا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی کام کو نبوت کے منصب کی بنا پر ایجاد کرنا بدعت کا احداث ہے اور وہ نیا کام بدعت ہے۔ "پیغمبر کا منصب کیا ہے؟"

عبادات میں پیغمبر علیہ السلام اپنے منصب کی بنا پر دو کام کرتے ہیں۔

۱۔ امور تعظیمیہ میں سے بعض کو عبادت کے لیے متعین کرتے ہیں۔

۲۔ ان کے لیے کچھ پابندیاں بھی لگاتے ہیں مثلاً نماز کے لیے قیام، رکوع و سجود۔ قرأت تکبیر تحریمہ وغیرہ ارکان کا متعین کرنا پہلا کام ہے اور نماز کے لیے وضو، غسل، وقت، قبلہ رو ہونا۔ ستر عورت وغیرہ دوسرا کام ہے۔ پس جو شخص کسی ایسے امر تعظیمی کو مقرر کرے جو ثابت نہ ہو یا ثابت شدہ امر کے لیے ایسی پابندی لگاتے جو ثابت نہیں پس وہ کام بدعت ہوگا۔

اور عادات میں پیغمبر علیہ السلام کا منصب یہ ہے کہ اس میں کوئی حکم لگائیں مثلاً یہ کہیں کہ یہ کام واجب ہے، مستحب ہے، مکروہ ہے، حرام ہے یا اس کو اسی طرح ہی کرنا چاہیے۔ پس کسی کھانے پینے کی چیز کو بدون دلیل واجب، مستحب حرام، مکروہ کہنا یا کسی خاص صورت میں ہی اس کو جائز وغیرہ کہنا۔ حالانکہ اس پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔ ایسی صورت میں وہ کام بدعت ہوگا ......

...... جب شریعت نے بدعت کو گمراہی کہہ دیا اور کرنے والے کو گمراہ فرمایا تو اب شریعت میں نئے کام کی گنجائش کب ہو سکتی ہے۔ خواہ وہ کام اعتقادات سے ہو یا عبادات یا معاملات یا اخلاق، یا معاشرت یا سیاسیات وغیرہ سے۔ پس بدعت کی ممانعت سے دین رد و بدل سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ نہ اس کی زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی جیسے فرضی نمازیں پانچ ہیں، نہ چھ ہو سکتی ہیں نہ چار۔ اسی

طرح فرض روزے۔ نہ ایک ماہ سے زائد ہو سکتے ہیں نہ کم۔ عیدیں دو ہیں۔ تین نہیں ہو سکتیں نہ ایک بن سکتی ہے۔ جمعہ بروز جمعہ ہی رہے گا۔

بدعت کی بحث میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دین اور عبادت کی حقیقت بھی کچھ بیان کر دی جائے۔ کیونکہ ان کے سمجھنے سے بدعت کا مفہوم زیادہ واضح ہو جائے گا نیز اکثر لوگ دین اور عبادت کی ماہیت اور حقیقت سے غافل ہیں۔ بعض ہر امر کو دین اور عبادت کہنے لگتے ہیں اور بعض عادی امور کو بالکل دین سے خارج کر دیتے ہیں۔ اس لیے بھی یہ بحث ضروری ہے۔

دین اور عبادت کسے کہتے ہیں

دین ہر اس چیز کا نام ہے جس کو انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر فرمایا ہے اور جس چیز میں رائے کو دخل ہو اس کو دنیا کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ [۱]

(کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب میں تم کو دین کے بارے میں حکم کروں تو اس پر عمل کرو اور جب میں اپنی رائے سے حکم دوں تو میں بشر ہی ہوں۔

دوسری روایت میں ہے:

أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ (تم دنیا کے کام مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ:

(۱) دین اور دنیا دو چیزیں ہیں۔

(۲) انبیاء علیہم السلام دین بتانے کے لیے آتے ہیں

(۳) دین رائے سے نہیں بنایا جاتا جس میں رائے ہو گی وہ دنیا ہو گی۔

اور قرآن مجید سے بھی اس مضمون پر استدلال بیان ہو چکا ہے۔

---

[۱] مسلم ج ۲ ص ۲۶۴

عبادت کے کام تو ہر طرح سے دین ہی دین ہیں۔ مگر عبادت کے علاوہ معاملات، کھانے، پینے، پہننے مکان۔ نکاح اور سیاسی امور بعض وجہ سے دین اور بعض وجہ سے دنیا کہلاتے ہیں۔ ان امور مذکورہ میں کسی امر کو واجب مستحب یا حرام و مکروہ کہنا یا ان کی صحت کے لیے کسی امر کو شرط یا مانع یا سبب قرار دینا۔ یہ ان کا دینی پہلو ہے۔ اس وجہ سے یہ امور دین کہلاتے ہیں اور ان امور مذکورہ میں عقلی طور پر بحث کرنا اور عقلی حکم لگانا (کہ یہ کھانا صحت کے لیے مفید ہے یا مضر یا یہ لباس گرمی کے لیے اچھا ہے اور یہ سردی کے لیے موزوں ہے۔ یہ کھانا اس طرح تیار ہوتا ہے یہ لباس اس طرح بنتا ہے۔ ان صفات والی عورت کو رفیقہ حیات بنانا خانہ داری کے لیے مناسب ہے۔ فلاں جگہ دکان زیادہ موزوں ہے۔) ان کو دنیا بنا دیتا ہے۔

عبادت اس تعظیم کا نام ہے جو معبود میں غیبی قوت کی بنا پر مشکل کشائی یا حاجت روائی کا تصور کرکے یا اس میں خدائی صفت سمجھ کر بجالائی جائے۔ اگر کوئی کام تعظیم نہ ہو تو عبادت نہیں کہلاتا۔ جیسے کھانا، پینا، پہننا، کاشت کاری، مزدوری، تجارت، ملازمت۔ اگر تعظیم ہو مگر اس میں مذکورہ بالا تصور نہ ہو تو اس کو بھی عبادت نہیں کہتے۔ جیسے استاد، امیر، والدین بڑے آدمی کی تعظیم جس میں خیال مذکورہ نہ ہو۔

پس یہ اختلاف کہ دین صرف عبادت کا نام ہے یا عام ہے نزاع لفظی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ غیر عبادت کو دین میں داخل نہیں کرتے وہ ان کو دوسری حیثیت سے لیتے ہیں جن کا عقل و رائے سے تعلق ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دین عام ہے۔ عبادت اور زندگی کے تمام شعبوں کو حاوی ہے۔ وہ لوگ غیر عبادت کو پہلی حیثیت سے لیتے ہیں جس کا شریعت سے تعلق ہے۔

اسی طرح یہ اختلاف کہ بدعت کا تعلق صرف عبادات سے ہے یا عبادات کے علاوہ دوسرے امور سے بھی ہے۔ یہ بھی نزاعِ لفظی ہی ہے کیونکہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بدعت کا تعلق غیر عبادات سے نہیں وہ ان امور کو اس حیثیت سے لیتے ہیں جس سے وہ دین اور عبادت نہیں بنتے اور اس حیثیت سے بدعت کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بدعت کا تعلق سب امور سے ہے وہ غیر تعظیمی امور کو اس حیثیت سے لیتے ہیں جس سے وہ دین اور عبادت بن جاتے ہیں۔ پس ان کے اس قول کہ (بدعت عبادت و غیر عبادت سب میں پائی جاتی ہے) میں عبادت سے مراد وہ

امور ہیں جو ہر حیثیت سے عبادت ہیں اور غیر عبادت سے وہ امور مراد ہیں جو ہر طرح سے عبادت نہیں بلکہ ایک وجہ سے عبادت اور دین ہیں اور ایک وجہ سے امور دنیا ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبہ میں بدعت کی مذمت فرماتے تھے، کہتے تھے۔

كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ [1]

(دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ [2]

جو شخص ہمارے کام (دین) میں نئی چیز نکالے جو اس سے نہیں وہ مردود ہے۔

بدعت کی مذمت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

قرآن مجید میں بدعت کی مذمت

① اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ [3]

کیا ان کے لیے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کی ایسی باتیں مقرر کی ہیں، جن کا اللہ نے اذن نہیں دیا۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دین میں اللہ تعالیٰ کے اذن کے بدوں کوئی شئی نہیں مقرر ہو سکتی۔ جو مقرر ہو اس کو بدعت کہتے ہیں۔

② فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ [4]

ان (انبیاء علیہم السلام) کے بعد نااہل لوگ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے نماز ضائع کی (یعنی

---

[1] مشکوٰۃ

[2] متفق علیہ

[3] شوریٰ

[4] مریم

پوری امانہ کی کچھ حصہ اس کا چھوڑ دیا) اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ گئے (اپنی خواہش سے دین میں اضافہ کر لیا) یعنی دین میں کمی بیشی کی۔(اسی کا نام بدعت ہے۔)

(۳) وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○ [1]

جو شخص آخرت کو چاہے (عمل میں مخلص ہو۔ دنیا کا طالب نہ ہو) اور کوشش کرے جو آخرت کی کوشش ہے (جو شریعت نے مقرر کی ہے یعنی بدعت نہ نکالے) اور مومن ہو ایسے لوگوں کی کوشش قابل قدر ہے۔

(۴) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ○ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ○ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ○ [2]

کتنے آدمی جو عاجزی کرنے والے، تھکنے والے ہیں (یعنی بدعت پر عمل کرتے کرتے تھک جاتے ہیں، گرم آگ میں داخل ہوں گے۔

(۵) وَرَهْبَانِيَّةَ ِۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ [3]

ان لوگوں (عیسائیوں) نے فقیری کی بدعت نکالی۔ ہم نے یہ ان پر فرض نہیں کی تھی مگر اللہ کی رضامندی تلاش کرنا۔

(۶) وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا گھروں میں دروازے سے آیا کرو۔ [4]

احرام کی حالت میں بعض لوگ گھروں میں دروازے سے داخل ہونا معیوب خیال کرتے تھے۔ اس واسطے مکان کے پیچھے سے گھر میں داخل ہوتے تھے۔ یہ دین میں اضافہ تھا۔

(۷) اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ [5]

جہاں سے لوگ واپس ہوتے ہیں تم بھی وہاں ہی سے واپس ہوا کرو۔

قریش عرفات میں نہیں جاتے تھے کیونکہ وہ حرم سے باہر ہے، مزدلفہ ہی سے واپس ہوتے تھے یہ بات ان کی دینِ ابراہیمی میں ایک کمی تھی۔ قرآن نے اس کمی سے روکا۔ دین میں کمی و بیشی کا کام ہی بدعت ہے جس کی قرآن نے مخالفت کی ہے۔ جب کتاب و سنت میں بار بار بدعت کی ممانعت کر دی گئی ہے تو اب کیسے ہو سکتا ہے کہ دین میں انسانی مرضی کے ساتھ کمی و بیشی کی جا سکے۔ اس لیے دین محفوظ رہا اور حدیثیں لوگوں کو یاد رہیں۔

[illegible]